تحریک تحفظ ختم نبوت کی آئینی جدوجہد میں علامہ شاہ احمد نورانی کا کردار: ایک تجزیاتی مطالعہ

THE ROLE OF ALLAMA SHAH AHMAD NOORANI IN TEHRIK-E-TAHAFUZ KHATM-E-NABUWAT: AN ANALYTICAL STUDY

محمد نبیل الحق *

ڈاکٹر محمد احمد قادری **

Abstract:

Hazrat Allama Shah Ahmed Noorani belonged to the family of first caliph, Hazrat Abu Bakar Siddiq R.A. His ancestors migrated from Arab and settled in Subcontinent in Meruth (U.P). He was a good speaker of Arabic, Persian, English and many languages. One of his biggest contributions was his constitutional struggle for the protection of one of the foremost belief of Muslims, Finality of Prophethood. In 7 September 1974, Shah Ahmed Noorani and his companions were successful in getting their resolution from the parliament. When General Musharraf took over the Government in October 1999 and suspended the 1973 constitution and replaced it with P.C.O., Shah Ahmed Noorani fought against the inclusion of Islamic laws in P.C.O. As a result of his efforts the Government agreed to do it. This paper is based on the analytical study of his contribution in the Tehrik-e-Tahafuz-e-Khatm-e-Nabuwat.

Keywords: Allama Shah Ahmed Noorani, protection, Qadyani, Tehrik-e-Tahafuz-e-Khatm-e-Nabuwat, Khatm-e-Nabuwat

تعارف:

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اکبرؓ نے خلیفہ بنتے ہی ایک طرف منکرین زکوۃ کی تادیب و تہذیب کی اور دوسری طرف جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا اور انہیں منطقی انجام تک پہنچایا۔ آپ کے وصال کے بعد خاندان صدیقی نے آپ کے مشن کو جاری رکھا۔ اس خاندان کے افراد اپنے مشن کی تکمیل اور تبلیغ اسلام کی غرض سے روس کے مشہور شہروں خجند، بخارا اور سمرقند وغیرہ میں آباد ہوئے اور دینی و مذہبی خدمات انجام دینے میں

* ریسرچ اسکالر، شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی، کراچی۔ nabeelsheikh.ns.ns@gmail.com

** نگراں تحقیق، پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری

مصروف ہو گئے۔(1) انیسوی صدی میں حضرت حمید الدین صدیقی خجندی کی اولاد سے سر زمین میر ٹھ میں دو بھائی حضرت علامہ عبد الحکیم صدیقی جوش میر ٹھی اور حضرت محمد اسماعیل صدیقی اپنی علمی، ادبی، تصنیفی اور ملی خدمات کے باعث مشہور ہوئے۔ حضرت علامہ عبد الحکیم اپنے وقت کے ممتاز عالم دین، مبلغ اسلام، عاشق رسول ﷺ اور شہرت یافتہ نعت گو شاعر تھے اور جوش تخلص تھا۔ آپ اپنے علم و فضل، بزرگی اور ملی خدمات کے باعث عرصہ دراز تک شاہی مسجد میر ٹھ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔(2)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عبد الحکیم صدیقی کو سات صاحبزادیاں اور سات صاحبزادے عطا فرمائے۔ حضرت شاہ عبد العلیم صدیقی، علامہ صاحب کے ساتویں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے لیکن مذہبی اور سیاسی خدمات اور سیرت و کردار کے اعتبار سے سب سے بڑے تھے۔ مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی کے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں:(1) مولانا شاہ محمد جیلانی (2) علامہ شاہ احمد نورانی (3) حامد ربانی (4) حماس سبحانی۔ صاحبزادیوں میں (1) امتہ الصبوح (2) ڈاکٹر عزیزہ (3) ڈاکٹر فریدہ شامل ہیں۔

تعارف حضرت علامہ شاہ احمد نورانی

عموماً پاکستان کی سیاست کو تاریکیوں اور گندگی کی سیاست سے تشبیہ دی جاتی ہے مگر اس سیاست کے میدان عمل میں ہمیں ایسے روشن ستارے بھی نظر آئیں گے جنہوں نے اپنی ہمہ جہت شخصیت کی بدولت اس وطن عزیز کی سیاست کو مزید داغدار ہونے سے بچایا اور سیاست کو ایک وقار بخشا۔ ان ہی روشن ستاروں میں ایک ستارہ جنہیں عالم اسلام میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حضرت شاہ احمد نورانی کی زندگی ہمیں انقلابات کا نمونہ دکھائی دیتی ہے۔(3)

علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی ساری زندگی انفرادی اور اجتماعی جدوجہد میں گزاری اور اس جدوجہد کا مقصد صرف اور صرف عالم اسلام کا بول بالا کرنا تھا تاکہ آنے والی نسلیں اپنے سکون کے لئے شراب اور جنسی آلائش میں ڈوبے " مادر پدر " آزاد معاشرے کے بجائے اسلام کے عالمگیر امن و سکون کے پیغام کو اپنائے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے یوں تو بحیثیت زمانہ طالب علمی ہی میں عملی سیاست میں کردار ادا کیا جس کا عملی نمونہ تحریک پاکستان میں حصہ لینا تھا۔ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت میں " سنی کانفرنس " کے انعقاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

علامہ شاہ احمد نورانی نے دوران سیاست نہ کبھی کوئی عہدہ قبول کیا اور نہ کبھی دنیاوی دولت کے حصول کا زینہ بنایا۔ آپ نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبد العلیم صدیقی میر ٹھی کے اصول طریقت کو اپنایا۔ حضرت علامہ شاہ

احمد نورانی 17 رمضان المبارک بمطابق 13 مارچ 1926ء کو بھارت کے علمی وادبی شہر میرٹھ کے محلہ مشائخاں میں پیدا ہوئے۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے والد محترم حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی نے اپنے فرزند کی تربیت فرمائی۔ آپ نے صرف آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا جس سے آپ کی اعلی قابلیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی اور اس کے بعد ثانوی تعلیم حاصل کی ثانوی تعلیم کے حصول کے بعد آپ نے نیشنل عربک کالج میرٹھ اور الہ بادیونیورسٹی سے اعلی تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے درس نظامی کی تکمیل بھی کی۔(4)

آپ کی دستار بندی صدر الافاضل شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت علامہ مصطفی رضا خان، آپ کے استاد گرامی علامہ سید غلام جیلانی اور آپ کے والد گرامی شاہ عبدالعلیم صدیقی اور دیگر علماء نے فرمائی۔

حضرت شاہ احمد نورانی نے اپنی زندگی کا ایک حصہ مکتہ المکرمہ اور مدینتہ المنورہ میں گزارا۔ آپ کا نکاح بھی مدینہ منورہ میں ہوا، آپ کا طرز رہائش عربوں والا تھا اور آپ کے گھر میں عربی روانی سے بولی جاتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی اہلیہ کی پیدائش اور تعلیم وتربیت مدینہ منورہ میں ہوئی جس کی وجہ سے گھر میں روانی سے عربی بولی جاتی تھی اس کے علاوہ آپ کو مختلف زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا جن میں اردو، انگلش، چائنیز، ڈچ، فرانسیسی اور افریقہ کی سواحلی زبان قابل ذکر ہیں۔(5)

حضرت شاہ احمد نورانی نے 14 مرتبہ حج ادا کیا اور اپنی زندگی میں 63 سال تک مسلسل نماز تراویح میں قرآن پاک ختم فرمایا اور کراچی کے علاقے صدر کی کچھی میمن مسجد میں ہر رمضان المبارک میں باقاعدگی سے نماز تہجد میں بھی مکمل قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ اسلام کی تبلیغ اور ترویج علامہ شاہ احمد نورانی کا مقصد حیات اور نصب العین تھا وہ باقاعدگی سے دنیا بھر کے تبلیغی دورے بھی کرتے تھے اور 200 سے زائد سینٹرز کے روح رواں بھی تھے۔(6)

علامہ شاہ احمد نورانی یوں تو زمانہ طالب علمی سے ہی سیاست کے میدان میں جلوہ گر تھے مگر قیام پاکستان کے بعد جنرل یحیٰی خان کے دور میں عام انتخابات کے موقع پر سیاست میں جلوہ گر ہوئے اور باقاعدہ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ آپ کی سیاست کا عروج کا دور 1974ء میں شروع ہوا جب قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت شروع کی جب تحریک ختم نبوت نے زور پکڑا تو اس وقت ذوالفقار علی بھٹو کا دور حکومت تھا جو سیکیولر نظریات کا حامی تھے مگر علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی کوششوں کو مسلسل تیز رکھا اور ذوالفقار علی بھٹو کو اس بات پر آمادہ کیا کہ قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے بالآخر

7 ستمبر 1974ء کو آپ کی پیش کردہ تحریک پر قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے 1974ء کے آئین میں لفظ مسلم کی تعریف بیان کی جو آج بھی ہمارے آئین کا حصہ ہے۔

علامہ شاہ احمد نورانی ایک درویش صفت انسان تھے۔ ان کا رہن سہن انتہائی سادہ اور آلائشوں سے پاک تھا۔ آپ ایک نامور مذہبی پیشوا، بلند پایہ عالمِ دین، عوام الناس کے متفقہ قائد، اتحاد بین المسلمین کے داعی، سچے عاشقِ رسول صلی اللہ وسلم، عظیم روحانی شخصیت، مبلغِ اسلام، ممتاز مذہبی اسکالر، حافظِ قران، بلند کردار اور بلند قامت سیاست دان تھے آپ کی زیر نگرانی 200 سے زائد اسلامک سینٹرز، اسکول، کالجز، مدارس، رفاہی ادارے، یتیم خانے اور یونیورسٹیز تھیں۔(7)

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے مسلمانوں کے بنیادی اور اجتماعی عقیدہ "ختم نبوت" کا تحفظ کرتے ہوئے دنیا بھر میں فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا اور اس سلسلے میں 1953ء سے تحریک ختم نبوت کے لئے شب وروز کام کرنا شروع کر دیا۔

تحفظ ختم نبوت اور قرآن وحدیث

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔(8)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ

آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔(9)

ایک اور جگہ حضرت ابوہریرہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تو اسکی جگہ دوسرا نبی آتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گئے اور بہت ہوں گے۔(10)

تحریک ختم نبوت

قادیانی فتنہ کا آغاز ہندوستان کے ایک ضلع قادیان سے 1901ء میں ہوا۔ انگریزوں نے برصغیر کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ایک حقیر اور عامیانہ شخصیت کے حامل مرزا غلام احمد قادیانی نامی شخص کی پشت پناہی کی جس

نے قادیانی مذہب کی بنیاد رکھی اور بتدریج نبی بن بیٹھا(11) کیونکہ اس کے خیالات سامنے نہیں آئے تھے اس لئے عامتہ المسلمین نے اسے ایک عالم دین کے طور پر لیا۔ تاہم اس کے حوصلے بڑھ گئے اور اس نے اپنی 21 برس کی محنت کو بارآور کرانے کے لئے 1901 میں حقیقی معنوں میں نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔(12) دراصل برطانوی اقتدار کو برصغیر میں خطرہ صرف اور صرف مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے تھا، جس کی بیخ کنی کے لئے قادیانی فتنہ تراشا گیا اس لئے ابتدائی ایام میں ہی مرزا قادیانی نے حکم جہاد کی تنسیخ کر دی۔ چنانچہ 1934ء میں برصغیر میں پہلی بار مجلس احرار اسلام نے اس فتنے کے خلاف آواز اٹھائی جس کی پاداش میں عطاءاللہ شاہ بخاری کو مرزائی رہنما بشیر الدین محمود اور سر ظفر اللہ کی ایماء پر حکومت برطانیہ نے گرفتار کر لیا اور ان پر مقدمہ بھی چلایا، تاہم عوامی دباؤ پر انھیں رہا کر دیا گیا تقسیم ہند کے بعد قادیانیوں نے لاہور میں ڈیرے جمالئے۔ انھیں مرزا بشیر الدین اور وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی مکمل سرپرستی اور حمایت حاصل رہی۔(13)

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے خلاف پہلی آواز مئی 1952ء میں اٹھی جب لاہور میں برکت علی ممدن ہال میں مختلف علماء کی طرف سے ایک کنونشن کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں سید عطاءاللہ شاہ بخاری بھی شریک ہوئے اسی کنونشن میں مرزائی گروہ کے عزائم کا جائزہ بھی لیا گیا۔ مرزا بشیر نے جوابی وار کے طور پر علماء کرام کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا تاکہ قادیانیوں کے خلاف علماء کرام متحد نہ ہو سکیں۔(14) 18 مئی 1952ء کو قادیانیوں نے کراچی میں ایک جلسہ عام کا انعقاد کیا جسے مکمل سرکاری سرپرستی حاصل رہی۔ اس جلسے سے سر ظفر اللہ نے خطاب کیا جو اس وقت وزیر خارجہ تھے یوں سرکاری حمایت نے عامتہ الناس کے جذبات کو مجروح کیا۔ چنانچہ لوگ رد عمل کے طور پر احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے حکومت نے وسیع پیمانے پر لوگوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ احتجاج کے دور میں پچاس افراد کو گرفتار کر لیا گیا جس نے عوام کو اور مشتعل کر دیا جس کے نتیجے میں بندر روڈ پر واقع احمدی کتب خانے کو شدید نقصان پہنچا۔(15) چنانچہ علماء کرام نے لاہور میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس بلائی تاکہ ایک مشترکہ لائحہ عمل کے ذریعے اس فتنے کا سدباب کیا جاسکے۔(16) اس کانفرنس میں سید سلیمان ندوی، مفتی محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا حامد بدایونی، علامہ یوسف کلکتوی، مفتی صاحب داد خان، سلطان احمد، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا لال حسین اختر، الحاج ہاشم گزدر، مفتی جفعر حسین مجتہد اور مولانا احتشام الحق تھانوی وغیرہ شامل تھے۔ کنونشن میں درج ذیل 12 مذہبی سیاسی جماعتوں نے شرکت کی:

1۔ جمعیت علمائے پاکستان 2۔ جمعیت علمائے اسلام 3۔ جماعت اسلامی 4۔ تنظیم اہلسنت والجماعت 5۔ جماعت اہل سنت پاکستان 6۔ جمعیت اہل حدیث 7۔ موتمر اہل حدیث پاکستان 8۔ ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پنجاب 9۔ مجلس تحفظ

ختم نبوت پنجاب 10- مجلس احرار اسلام 11-جمعیت العربیہ 12-جمعیت الفلاح

حکومت پر دباؤ بڑھانے کی غرض سے علمائے کرام نے جلسے منعقد کرنے اور جلوس نکالنے کا آغاز کر دیا۔(17)ان جلسے جلوسوں کی قیادت نمایاں اور مدبر شخصیات نے کی۔ ان میں مولانا ابو الاعلی مودودی، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ سید احمد سعید کاظمی، سید عطا اللہ شاہ بخاری، مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ سید محمود احمد رضوی، مولانا محمد داؤد غزنوی، خواجہ غلام نظام الدین تونسوی، مولانا ابو الحسنات، سید محمد قادری، مولانا عبد الستار خان نیازی، میاں جلیل احمد شرقپوری، شیخ حسان الدین، مسٹر تاج الدین، مفتی اعجاز ولی خان، مولانا منظور احمد ہاشمی، مولانا ابراہیم علی چشتی، مولانا غلام قادر اشرفی، پیر سید محمد غلام محی الدین گولڑوی، پیر محمد فیصل شاہ جلال پوری، مولانا الحامد بدایونی، خواجہ قمر الدین سیالوی، صوفی ایاز خان نیازی، مولانا عارف اللہ شاہ قادری، مولانا اختر علی، علامہ عبد الغفور، مولانا غلام محمد ترنم قابل ذکر ہیں۔(18)

چنانچہ پنجاب میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ بڑے بڑے علمائے کرام کو گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی اگرچہ ان دنوں مذہبی اور سیاسی محاذ پر خاص نمایاں نہ تھے تاہم انہوں نے تحریک ختم نبوت میں اپنی سرگرم شرکت سے اپنے محافظہ ختم نبوت اور عاشق رسول ﷺ ہونے کا ثبوت دیا-(19)

تحریک ختم بنوت 1953ء مارشل لاء اور تشدد کے نتیجے میں وقتی طور پر دم توڑ گئی تھی۔ مرزا غلام احمد کا پوتا مرزا مظفر احمد (ایم ایم احمد) جو کہ پہلے فنانس سیکرٹری بنا بعد از اں پاکستان پلاننگ کمیشن کا ڈپٹی چیئر مین بن گیا۔ اسی طرح ایوب خان کے دور میں قادیانیوں نے عوامی رد عمل اور تنقید کو میڈیا اور سرکاری مشنیری کا سہارا لے کر روایتی تنگ نظری اور تعصب ثابت کیا۔(20) بھٹو حکومت کے ابتدائی دو سالوں میں قادیانیوں نے کئی اداریئے لکھے جن میں لوگوں سے اپیل کی گئی کہ وہ احتجاجی سیاست کو ترک کر دیں اور امن وامان کے قیام میں عوامی حکومت کی مدد کریں۔(21)ان حالات میں علامہ شاہ احمد نورانی خاموش نہیں رہ سکتے تھے اسی لئے آپ نے 15 اپریل 1972ء کو قومی اسمبلی میں عبوری آئین کے حوالے سے اپنے خطاب میں "تحفظ ختم نبوت" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے فرمایا:

جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کیا گیا ہے، اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا۔ میں اس دستور کو اس معزز ایوان کے لیے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں اور میں اس دستور میں کی مخالفت کرتا ہوں۔ اگر اس دستور کو نافذ ہی کرنا ہے تو وہ دفعات جو اس کے اندر اسلام کے متعلق ہیں ان دفعات کے متعلق کسی کمیٹی کے سامنے میں بیان دے سکتا ہوں۔ یہاں بہت سے عالم موجود ہیں۔ وہ بھی بیان دیں گے۔ اسلام کے مطابق دستور کی دفعات بنانے میں تعاون کریں اور ان دفعات کی تصحیح کی جائے جو اسلام کے خلاف ہیں۔ پھر اس عارضی دستور میں ترمیم

کر دی جائے، تب یہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ، پاکستان کا صدر مسلمان ہو گا۔ مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے؟ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں وہ مسلمان بن کر یہاں حکمران بن سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے کے لیے وہ یہاں آسکتے ہیں۔ میں مسلمان کی تعریف کروں گا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہو اور حضور انور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہو وہ مسلمان ہے اس کے علاوہ مرزائی قادیانی اس قسم کی تعریف اور پابندی اس کے اندر موجود نہیں ہے۔(22)

آپ کے اس خطاب پر حکومتی رکن قومی اسمبلی اور وزیر مذہبی امور جناب مولانا کوثر نیازی نے نکتہ اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ علماء "مسلمان" کی تعریف پر متفق نہیں ہیں۔ اگر تمام مکاتب فکر کے علماء "مسلمان" کی تعریف پر متفق ہو جاتے ہیں تو وہ ہم آئین میں شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ حضرت امام نورانی نے "مسلمان" کی جامع مانع تعریف کی اور اس پر تمام مکاتب فکر کے علماء کے تائیدی دستخط کروا کر ایوان میں پیش کی جو منظوری کے بعد آئین میں شامل کی گئی۔ وہ تعریف کچھ یوں گئی تھی: "میں قسم کھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں۔ خدا اور اسکے رسول کی آخری کتاب قرآن پر مجھے پورا یقین ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ اخری نبی ہیں، اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں قیامت کے دن، رسول ﷺ کی سنت و حدیث اور قرآن پاک کے احکامات پر بھی ایمان رکھتا ہوں"۔(23)

اس قرارداد کے بعد مرزائی فرقے لاہوری گروپ نے آپ سے ملاقات کی۔ ان لوگوں میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے ایکصاحب نے کہا: جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے لہذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے، آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نورانی نے فرمایا: آپ کی پیش کش ہمارے جوتے کی نوک پر ہے اس لئے کہ ہمارا جوتا اس پیشکش سے قیمتی ہے، مرزا مدعی نبوت ہے اور جو اسے مجدد، مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہو گا، آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں۔ وہ لوگ چلے گئے تو مولانا نورانی نے فرمایا کہ کئی ایسے افسر ہیں جو بار بار ان لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا ذکر آپ کیوں لے آئے ہیں یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمد اللہ! اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ پیسہ آنی جانی چیز ہے اصل دولت دولت ایمان ہے اور سرمایہ آخرت۔(24)

ان اقدامات کے بعد قادیانیوں نے فیصلہ کر لیا کہ اب چپ بیٹھے رہنے سے کام نہیں چلے گا۔ اس کی ایک مثال ربوہ ریلوے اسٹیشن کا واقعہ ہے۔ جب 29 جولائی 1974ء میں کچھ طلباء جو اپنے مطالعاتی اور تفریحی دورے پر تھے دوران سفر ٹرین میں ربوہ کے اسٹیشن پر رکے تو ربوہ کے غنڈوں نے ان پر ہلہ بول دیا اور ختم نبوت مردہ باد کے نعرے لگائے۔ یہ قادیانیوں کی جانب سے ملت اسلامیہ پاکستان کی دینی حمیت اور جذبہ عشق مصطفی ﷺ کی ایمانی قوت کو پرکھنے کے لیے ایک ٹیسٹ کیس تھا، اگر اس پر غلامان مصطفی ﷺ حب رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو قادیانیوں کے حوصلے اور بلند ہو جاتے اور اسٹیبلشمنٹ میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مملکت کے اقتدار پر قبضے کی تدبیریں بھی کر سکتے تھے۔(25)

مسئلہ کی سنگین نوعیت کے پیش نظر اور قادیانی عزائم کی سرکوبی کے لیے ضروری تھا کہ علمائے کرام سیاسی و آئینی کو ششیں بروئے کار لائیں چنانچہ قومی اسمبلی میں 20 اپریل 1974ء کو قادیانیوں کے خلاف ایک قرارداد پیش کی گئی۔(26)

مولانا شاہ احمد نورانی جب مولانا مفتی محمود سے قرارداد پر دستخط کے لیے کہا تو انھوں نے مولانا نورانی کو تحریک ختم نبوت 1953ء کی سختیاں یاد دلائیں۔ مولانا نورانی کہا کہ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر تمام مشکلات و مصائب سر آنکھوں پر، چنانچہ مولانا مفتی محمود نے قرارداد پر دستخط کر دیئے۔ اس قرارداد پر پہلے بائیس ارکان نے دستخط کیے جس میں مولانا شاہ احمد نورانی کے علاوہ مولانا مفتی محمود، مولانا سید محمد علی رضوی، چوہدری ظہور الہیٰ، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق، سردار شیر خان مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، صاحب زادہ احمد قصوری، مولانا صدرالشہید، جناب عمرہ خان، سردار شوکت حیات خان، راؤخورشید علی خان، جناب عبدالحمید جتوئی، جناب محمود اعظم فاروقی، مولوی نعمت اللہ، سردار مولا بخش سومرو، حاجی علی احمد تالپور، رئیس عطا محمد مری، مخدوم نور محمد ہاشمی، جناب غلام فاروق شامل تھے۔ بعد ازاں اس قرارداد پر جن شخصیات نے دستخط ثبت کیے ان میں نواب زادہ میاں محمد ذاکر قریشی، جناب کرم بخش اعوان، مہر غلام احمد بھروانہ، صاحب زادہ صفی اللہ، ملک جہانگیر خان، جناب اکبر خان مہمند، حاجی صالح خان، خواجہ جمال محمد کوریجہ، جناب غلام حسن ڈھانڈلہ، صاحب زادہ محمد نذیر سلطان، میاں محمد ابراہیم برق، صاحب زادہ نعمت اللہ خان شنواری، جناب عبدالسبحان خان، میجر جنرل جمال دار اور جناب عبدالمالک خان شامل ہیں اور یوں دستخط کرنے والی شخصیات کی کل تعداد 37 ہو گئی۔(27)

مولانا شاہ احمد نورانی نے اسمبلی سے 12 جون 1974ء سے لے کر ستمبر 1974ء تک ملک کے طول و عرض میں مسلسل دورے کر کے عامتہ المسلمین کو قادیانی فتنہ کی ہلاکت انگیزیوں سے آگاہ کیا۔ چناں چہ طویل بحث و مباحثہ

کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو چار بجے اسمبلی کے اجلاس میں آئین میں ترمیم منظور کرلی گئی جس کی وجہ سے قادیانیوں اور انکے متعلقین کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا اور اسی روز شام 7 بجے سینٹ نے اس فیصلہ کی توثیق کر دی۔(28)

تحفظ ختم نبوت

اکتوبر 1999ء میں جنرل پرویز مشرف نے منتخب حکومت کو برطرف کر کے وطن عزیز کا نظم ونسق سنبھالا تو 1973ء کا آئین معطل کر دیا اور اپنا آئین "پی سی او" نافذ کر دیا جس میں اسلامی دفعات بالکل نہیں تھیں۔ قادیانیوں نے پھر سر اٹھا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ قادیانیوں کے متوقع خطرہ سے امام نورانی نے حکومت کو آگاہ کیا لیکن حکومت نے خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے حالات کی نزاکت کی پیش نظر دینی و مذہبی قوتوں کو "تحفظ ختم نبوت" کے لئے جمع کیا اور ملک کے مختلف حصوں میں "ختم نبوت کانفرنسیں "منعقد کیں۔ آپ نے سب سے بڑی اور کل پاکستان "تحفظ ختم نبوت کانفرنس "27 مئی 2000ء کو نشتر پارک، کراچی میں منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک کھلا خط میڈیا، اخبارات اور عوام کے نام جاری کیا جس میں مسلمانوں کو تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ کے جلسہ میں شرکت کی دعوت دی اور آپ کے عشق و محبت رسول کریم ﷺ کا مظہر تھا۔ اس کا مکمل متن مندرجہ ذیل ہے:

عزیزان وطن! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، آج آزادی کے ساڑھے 53 برس گزرنے کے باوجود ہم من حیث القوم ایک نازک موڑ پر کھڑے ہیں بلکہ بند گلی میں کھڑے ہیں، قوم پژمردگی واضمحلال اور یاس وحرمان کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اللہ جل شانہ کی نگاہ کرم اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے وسیلہ رحمت کے سوا اس انبوہ مسائل سے سرخرو ہو کر نکلنے کے لئے ظاہری اسباب تقریباً معدوم ہیں۔ ہم اقوام عالم کے درمیان یکہ و تنہا کھڑے ہیں۔ ہمیں ایک ایک کر کے عالمی اداروں اور مختلف مقامات سے معطل کیا جارہا ہے اور ایک بھی مؤثر جاندار آواز ہمارے حق میں بلند ہوتی سنائی نہیں دیتی، قوموں کی بربادی میں ایک ایک کر کے ہمدردوں، دوستوں اور بہی خواہوں کی حمایت سے محروم ہو جانا سفارتی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔(29)

آپ نے مزید فرمایا کہ آخر کار 1973ء میں جمہوری طریقے پر منتخب اسمبلی نے ایک جامع، متفقہ، پارلیمانی جمہوریت پر مشتمل دستور تشکیل دیا۔ اس دستور پر قوم کے تمام منتخب ارکان پارلیمنٹ کے تائیدی و توثیقی دستخط ثبت تھے اور آج تک تمام تر دستوری تعطل، دستور سے انحراف اور عارضی طور پر دستور کو ایک جانب رکھ دینے کے افسوس ناک اقدامات کے باوجود آج بھی ملک کی وحدت، بقا، سلامتی اور بحیثیت ایک قوم اور ملک مل جل کر رہنے کی واحد آئینی و

قانونی اساس یہی دستور ہے۔ خدانخواستہ اسے چھیڑا گیا، اس کے حقیقی ڈھانچے کو بدل کر رکھ دیا گیا، اس میں من مانی ترامیم کرکے اس کی روح کو مسخ کر دیا گیا، اس دینی ملی قومی اور ملکی اساس کو پامال کر دیا گیا تو پھر خاکم بدھن شاید ہم ملکی وحدت و سالمیت اور قومی یک جہتی کا آخری موقع بھی گنوا بیٹھیں گے۔ اور پھر قوم خواہ بنی اسرائیل کی طرح چالیس سال تک وادی تیہ میں بھٹکتی رہے گی، یہ منزل آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی۔

آخر کار وزیر مذہبی امور جناب عبدلمالک کانسی صاحب نے جلسے کے دن امام نورانی صاحب سے ملاقات کی اور پی سی او میں اسلامی دفعات شامل کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ چنانچہ حسب معاہدہ حکومت کی جانب سے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں آئین کی تمام اسلامی دفعات کو شامل کیا گیا اور بعد میں یہی آرڈیننس پی سی او کا حصہ بن گیا۔(30)

اس طرح علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی علمی اور سیاسی بصیرت کی بدولت ختم نبوت ﷺ اور تحفظ ختم نبوت ﷺ میں بھرپور کردار ادا کیا اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس جدوجہد میں سرگرداں نظر آئے۔ آپ نے 11 دسمبر 2003ء کو وفات پائی اور حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے مزار مبارک کے احاطے میں سپرد خاک کئے گئے۔

خلاصہ بحث

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی تمام تر زندگی تحفظ ناموس رسالت کے لئے وقف کر دی۔ آپ نے اوائل عمری ہی سے تحفظ ناموس رسالت کے لئے کام شروع کر دیا اور قیام پاکستان کے بعد بحیثیت ایک سیاسی مذہبی رہنما کے طور پر اپنی جدوجہد تیز تر کر دی اور 7 ستمبر 1974ء کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی علمی اور سیاسی بصیرت کی بدولت ختم نبوت ﷺ اور تحفظ ختم نبوت ﷺ میں بھرپور کردار ادا کیا اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اس جدوجہد میں سرگرداں نظر آئے۔

حوالہ جات:

1- ملک محبوب الرسول قادری، انوار رضا، علامہ شاہ احمد نورانی، ریسرچ سینٹر پاکستان، جوہر آباد، 2015ء ص، 114

2- محمد امین نورانی، عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، بزم انوار القرآن، کراچی، 2004ء ص 12

3- شبیر ابو طالب، حق و صداقت کی نشانی، رضا لائبریری، کراچی، سن ندارت، ص 3

4۔ ایضاً-05

5۔ ایضاً-ص، 06

6۔ ایضاً

7۔ بزم فکر نورانی، جمعیت علمائے پاکستان کا منشور، نورانی، شاہ محمد اویس، کراچی

8-القرآن سورہ الاحزاب، آیات 40

9- صحیح مسلم حدیث ص 199، جلد 01

10- صحیح بخاری، ص 491، جلد 01

11۔ شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، لاہور، 1994ء، ص 23

12۔ مظہر حسین، پاکستان کے سیاسی اتحادوں میں مولانا شاہ احمد نورانی کا کردار، انوار رضا، جوہر آباد 2009ء ص 50

13۔ ایضاً

14۔ روزنامہ فضل، 3 جنوری، 1952، ربواہ

15۔ روزنامہ نوائے وقت، 14 جولائی 1952، لاہور

16۔ ایضاً

17۔ بیگ ظفر اللہ، برصغیر پاک وہند میں تحریک ختم نبوت، تاریخی و تجزیاتی مطالعہ، مقالہ، پی ایچ ڈی، بہاولپور، 1997ء ص 97

18۔ ایضاً-ص 105

19۔ ایضاً

20۔ مظہر حسین، پاکستان کے سیاسی اتحادوں میں مولانا شاہ احمد نورانی کا کردار، انوار رضا، جوہر آباد، 2009ء ص 92

21۔ روزنامہ، الفضل، ربواہ، 14 اگست، 1972ء

22۔ ملک محبوب الرسول قادری، قائد اہل سنت، انوار رضا، جوہر آباد، 2015ء ص 171

23۔ محمد امین نورانی، عہد رواں کی عبقری شخصیت، بزم انوار القرآن، کراچی 2005ء ص 165

24۔ ابوداؤد صادق، مولانا شاہ احمد نورانی، اول، مکتبہ رضا مصطفی گوجرنوالہ، 1972ء ص 107

25۔ ہفت روزہ احوال، اگست 2000، ص 30

26۔ روزنامہ جنگ کراچی، یکم مئی 1974ء

27۔ ملک محبوب الرسولقادری، تعمیر ملت کے لئے جمعیت علمائے پاکستان کی سیاسی جدوجہد، جوہر آباد 2012ء ص 342 تا 343

28۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور، 8 ستمبر، 1974ء

29۔ ملک محبوب الرسولقادری، قائد اہل سنت، انوار رضا، جوہر آباد، 2015ء ص 128

30۔ ایضاً۔ ص 149